

شیخ مبارک بود لے جائسی

اور اودھ میں اسلام کی نشر و اشاعت میں ان کی خدمات

---

محسن عتیق خان ندوی

©جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں۔

Sheikh Mubarak Budley Jaisi: Aur Awadh mein

Islam ki Nashr wa Isha'at mein unki khidmat,

by Mohsin Atique Khan Nadwi

1st Edition, 2014

Rs. 50/-

Published by: Bright-way Publications, Lucknow, India

شیخ مبارک بودلے جائسی

اور اودھ میں اسلام کی نشر و اشاعت میں ان کی خدمات

نام کتاب : شیخ مبارک بودلے جائسی اور اودھ میں اسلام  
کی نشر و اشاعت میں ان کی خدمات  
نام مؤلف : محسن عتیق خان ندوی  
موبائل نمبر : 989994074  
ای میل : mohsinatique@gmail.com  
پتہ : مقام و پوسٹ سائن پورہ، ضلع رائے بریلی، یوپی، انڈیا  
بار اول : ایک ہزار  
سنہ : 2014ء  
قیمت : 50 روپے  
ناشر : برائٹ وی پبلیکیشنز، 16، اصلاح کمپلکس، رنگ  
روڈ، کملا نہر ونگر، لکھنؤ 226022، انڈیا

تالیف

محسن عتیق خان ندوی

ناشر

برائٹ وی پبلیکیشنز، لکھنؤ

اتر پردیش-226022

ملنے کے پتے

- مکتبہ الایمان، اے-148، شاہین باغ، اکھلا، نئی دہلی-110025

- مکتبہ ندویہ، دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ۔

## انشاپ

اپنے والدین کے نام

جن کی دعائیں اور شفقتیں ہمیشہ شامل حال رہیں  
اللہ تعالیٰ ان کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر قائم رکھے  
رب ارحمہما کما دربیانی صغیرا  
(آمین)

## فہرست

|    |                                       |    |                             |
|----|---------------------------------------|----|-----------------------------|
| 17 | ۲۔ راجہ ملک پال کا قبولِ اسلام        |    |                             |
| 18 | ۳۔ راجہ باز سنگھ کا قبولِ اسلام       |    |                             |
| 19 | ۴۔ راجہ ڈینگر شاہ کا قبولِ اسلام      |    |                             |
| 21 | ۵۔ عجب سنگھ                           | 1  | پیش لفظ                     |
| 22 | شیخ مبارک بودے کی وفات                | 3  | تشکر و امتنان               |
| 22 | اخلاق و عادات                         | 7  | شیخ مبارک بودے جائسی        |
| 22 | پھر اس کے بعد چراغوں میں روشنی نہ رہی | 7  | آپ کا خاندان                |
| 25 | شیخ مبارک بودے کے خلفاء:              | 11 | شجرہ نسب                    |
| 25 | ۱۔ حضرت بندگی میاں نظام الدین ایٹھوی  | 11 | ولادت                       |
| 28 | ۲۔ ملک محمد جائسی                     | 11 | تعلیم و تربیت               |
| 30 | ۳۔ کالے پہاڑ خان                      | 12 | حج کے لئے روانگی            |
| 30 | ۴۔ شیخ سلو نے انصاری                  | 12 | شادی                        |
| 33 | شیخ مبارک بودے کے ارادت مندگان        | 12 | خلافت                       |
| 33 | ۱۔ پہریمبو و بلہ کے افغانی پٹھان      | 13 | اسلام کی نشر و اشاعت:       |
| 35 | ۲۔ نواب جہاں دار خان کانکر            | 15 | ۱۔ تاتار خان کا قبولِ اسلام |

|                                 |    |
|---------------------------------|----|
| ۳۔ ضلع اٹا وہ کے افغانی زمیندار | 36 |
| ۴۔ علمائے نگامی                 | 36 |
| خاتمہ                           | 39 |
| حوالہ جات                       | 41 |
| کتابیات                         | 51 |

## پیش لفظ

پروفیسر حبیب اللہ خان

شعبہ عربی، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی

گا ہے گا ہے باز خاں ایں قصہ پارینہ را۔

سرزمین ہند زمانہ قدیم سے بزرگوں اور اللہ والوں کا گہوارہ رہی ہے۔ اس کے چپہ چپہ میں اللہ والے دین کی دعوت اور اس کی اشاعت و ترویج کیلئے سرگرم و سرگرداں رہے ہیں۔ ان بزرگوں کے احوال و کوائف کے بارے میں ہزاروں کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں، لیکن پھر بھی کچھ شہرہ آفاق بزرگوں کو چھوڑ کر جن پر ضخیم تذکرے اور پُر جلال سوانح عمریاں تحریر کی گئی ہیں، بیشتر مستور الحال ہیں اور ان کے صرف نام اور کچھ حالات مختلف کتابوں کے اوراق میں دفن ہیں۔ انہیں بزرگوں کی فہرست میں شیخ مبارک بودلے جانی ہیں جن کا معمولی تذکرہ مولانا عبدالحی حسنی نے اپنے شہرہ آفاق انسائیکلو پیڈیا نزہۃ الخواطر میں کیا ہے۔

شیخ مبارک بودلے جانی سولہویں صدی کے صوفی بزرگ ہیں اور انہوں نے بابر، ہمایوں، شیر شاہ اور اکبر کا زمانہ پایا ہے۔ اودھ کے ایک مخصوص علاقہ میں اسلام کی نشر و اشاعت کے سلسلہ میں آپ کی خدمات روز روشن کی طرح عیاں ہیں

اس لیے کہ صرف رعایا ہی نہیں بلکہ اودھ کے پانچ اہم راجاؤں نے آپ کے دست مبارک پر اسلام قبول کیا، مگر ان تمام مایہ ناز خدمات کے باوجود اب تک آپ پر کوئی مستقل کتاب نہیں لکھی گئی ہے۔ آپ کے بارے میں تھوڑی تھوڑی معلومات مختلف کتابوں و تذکروں میں ملتی ہیں، انہیں بکھری ہوئی کڑیوں کو یکجا کر کے ایک مستقل کتابچہ کی شکل دینے کا کام برادر عزیز محسن عتیق خاں نے کیا ہے۔ اس کتاب میں آپ کو شیخ مبارک بودلے جانی کی سیرت و سوانح اور شیوخ و تلامذہ کے علاوہ سولہویں صدی میں اودھ میں اسلام کی نشر و اشاعت کی مختصر و مدلل تاریخ، اور اودھ کے پانچ اہم راجاؤں کے اسلام قبول کرنے کے واقعات کا مختصر اذکر بھی ملے گا۔

یہ کتاب اگرچہ مختصر ہے مگر گم شدہ کڑیوں کی تلاش و جستجو کے لئے مصنف کو ہزار ہا صفحات کے مطالعے اور درجنوں کتب خانوں کی خاک چھاننی پڑی ہے۔ اس مہم جوئی کا اندازہ صرف انہیں لوگوں کو ہو سکتا ہے جو تحقیقی کاموں کا عملی تجربہ رکھتے ہیں۔ مصنف نے اپنی تحقیق و جستجو میں مسلم اسکالروں کے علاوہ کئی مستشرقین کی تحریروں اور گورنمنٹ گزیٹیرس کا بھی مطالعہ کیا ہے۔ اس مادی دور میں مصنف کا ایسے موضوع کی طرف توجہ اور اس پر خامہ فرسائی کرنے کی دو وجوہات ہیں؛ پہلا دینی جذبہ اور دوسرا راجہ ڈینگر کے خاندان سے خونی رشتہ۔ مصنف کا جذبہ اور ان کی کاوش قابل تحسین کے ساتھ قابل تقلید بھی ہے، مصنف اپنی اس خدمت کیلئے ہم سب کے مبارک باد کے مستحق ہیں۔ اللہ سے دعا ہے کہ یہ کتاب عوام میں مقبول ہو اور آخرت میں سرخروئی کا ذریعہ بنے۔

حبیب اللہ خان

شعبہ عربی، جامعہ ملیہ اسلامیہ، دہلی

۳۱ جنوری ۲۰۱۴

## تشکر و امتنان

الحمد لله رب العالمین الذی ہدانا الی الصراط المستقیم، وجعل منامتنا یدعون الی الخیر، وصلى الله تعالى علی خیر خلقه محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

شیخ سید مبارک بودے جائسی کے بارے میں تحقیق و جستجو اس وقت شروع ہوئی جب میں (The Khans of Satapurwa) کے نام سے انگریزی زبان میں اپنے خاندان کی تاریخ لکھنے بیٹھا، اس لیے کہ میرے خاندان کے اسلامی دور کا آغاز آپ ہی کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے۔ چوں کہ آپ ایک صوفی بزرگ عالم دین تھے اس لیے آپ کے بارے میں سب سے پہلے میں نے صوفیاء کے مختلف تذکروں میں تلاش کرنا شروع کیا مگر ناکامی ہوئی اور تعجب بھی، اس بات پر کہ اتنی عظیم شخصیت، جس نے مختلف راجگان اودھ کو حلقہ بگوش اسلام کر کے دعوت اسلامی کے میدان میں گراں قدر خدمات انجام دی تھیں، کیسے تذکرہ نویسوں کی بے اعتنائی کا شکار ہو گئی، جب کہ بہت سے غیر اہم صوفیاء کا تذکرہ بڑی آسانی سے دستیاب ہو جاتا ہے۔

آپ کے بارے میں ابتداء میں جو تھوڑی بہت معلومات میسر ہوئیں وہ بزرگوں کی زبانی، اور وہ بھی صرف اتنا کہ فلاں فلاں نے آپ کے دست مبارک پر شیر شاہ سوری کے زمانہ میں اسلام قبول کیا تھا۔

تلاش و جستجو کے دوران امید کی پہلی کرن اس وقت نظر آئی جب آپ کی شخصیت اور حسب و نسب کا ایک مختصر سا خاکہ مجھے علامہ عبدالحی حسنیؒ کی ”نزہۃ الخواطر“ کی چوتھی جلد میں دیکھنے کو ملا۔ اور اسی نزہۃ الخواطر میں ایک دوسری کتاب کے بارے میں پتہ چلا جو عبدالقادر جائسی نے ”تاریخ جائس“ کے نام سے جائس کے علما کے تذکرہ میں لکھی تھی۔ مجھے یقین تھا کہ اگر تاریخ جائس میرے ہاتھ لگ جائے تو آپ کے بارے میں مجھے مزید معلومات حاصل ہو سکتی ہیں، اس لیے میں نے تاریخ جائس کو حاصل کرنے کی تگ و دو شروع کی اور مختلف لوگوں سے رابطہ قائم کیا تو معلوم ہوا کہ تاریخ جائس کا ایک قلمی نسخہ میاں مقصود اشرفؒ کی ذاتی لائبریری میں ہوا کرتا تھا۔ راقم نے ان کے صاحبزادے مولانا سلمان اشرف سے رابطہ قائم کیا، اور اس کے لیے بطور خاص جائس کا سفر بھی کیا۔ میں مولانا مدوح کا ممنون ہوں کہ انھوں نے اپنے والد مرحوم کے ذاتی کتب خانہ میں ”تاریخ جائس“ کے تلاش کی اجازت دی۔ تقریباً ایک گھنٹے کی محنت کے بعد تاریخ جائس کا ایک ناقص قلمی نسخہ دستیاب ہوا جسے مولانا نے بخوشی راقم کو ساتھ لے جانے کی اجازت دی اور ساتھ ہی ایک دوسری کتاب بھی عنایت فرمائی جو اصلاً پی۔ ایچ ڈی کا ایک مطبوعہ مقالہ تھا اور جائس کی علمی وادبی خدمات پر مشتمل تھا۔ اس مقالے میں بھی حضرت مبارک بودے کا تذکرہ تھا مگر تمام کی تمام معلومات تاریخ جائس سے ماخوذ تھیں، البتہ اتنا ضرور ہوا کہ راقم الحروف کو ندوۃ العلماء کی لائبریری میں تاریخ جائس کے موجود ہونے کا پتہ چلا، اس لیے کہ محقق نے ندوۃ العلماء کے نسخے کا ہی حوالہ دیا تھا۔

چوں کہ تاریخ جائس کا جو نسخہ راقم کو دستیاب ہوا تھا وہ ناقص تھا اس لیے راقم نے مادر علمی ندوۃ العلماء کی علامہ شبلی لائبریری سے ”تاریخ جائس“ کے مخطوطہ کی الیکٹرانک کاپی حاصل کی، اس سلسلہ میں لائبریری کے ناظم جناب ہارون صاحب

ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے الیکٹرانک کاپی کے فوری حصول میں خاطر خواہ تعاون کیا، نیز اس سلسلے میں برادر عبد الکریم صدیقی صاحب کا تعاون بھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ 'تاریخ جاس' کے علاوہ مجھے دو اور کتابوں کی تلاش تھی جو لاکھ کوششوں کے باوجود ہنوز دستیاب نہ ہو سکیں، ایک شاہ سید نقی علی کی 'کوائف احمدیہ' اور دوسری شاہ قیوم اشرف صاحب کی 'تذکرہ خانوادہ اشرفیہ جاس'، اس لیے کہ ان میں حضرت مبارک بودے کے متعلق معلومات مہیا ہونے کی امید تھی، مگر شاید یہ کتابیں عنقا ہو چکی ہیں۔

میں اپنے استاد محترم حبیب اللہ خان کا تہ دل سے شکر گزار ہوں کہ انہوں نے نہ صرف اس کتاب کا مطالعہ فرمایا بلکہ راقم کی گزارش پر اس کے لیے ایک مختصر مگر وقیع پیش لفظ بھی تحریر فرمایا جو اس کتاب کی قدر و قیمت میں گراں قدر اضافہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ بڑی ناسپاسی ہوگی اگر میں اپنے ان دوستوں کا شکریہ نہ ادا کروں جن کے تعاون سے یہ کوشش کامیابی کی منزل تک پہنچی خاص طور سے عطاء اللہ سنابلی صاحب جنہوں نے اس کتاب کی تصحیح اور اس کو زیور طبع سے آراستہ کرنے میں کافی تعاون کیا اور محفوظ الرحمن وزیر احمد رکن پوری جنہوں نے مسودہ کو بغور پڑھا اور اصلاحات سے متعلق مفید مشورے دئے۔

آخر میں، میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ میری اس کاوش کو میرے کارِ خیر میں شمار کرے اور اس کو میرے آخرت کا زورِ راہ بنائے۔ آمین!

وما توفیقی الا باللہ

محسن عتیق ندوی

شاہین باغ، ابوالفضل انکلیو، نئی دہلی

مؤرخہ: ۲۴ فروری ۲۰۱۲ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ



## شیخ مبارک بودے جائسی

شیخ مبارک بودے جائسی، جو عوام میں "حضرت شاہ سید مبارک بودے" کے نام سے مشہور ہیں، ان عظیم برگزیدہ داعیان اسلام میں سے ایک تھے جنہوں نے ہندوستان اور بطور خاص اودھ میں اسلام کی نشر و اشاعت میں اہم کردار ادا کیا۔ وہ سولہویں صدی عیسوی میں روشنی کا ایک ایسا بینار تھے جس نے اودھ کے ایک وسیع خطہ کو اسلام کی روشنی سے منور کیا اور مختلف راجگان اودھ کو ہدایت کا راستہ دکھایا۔

آپ کا خاندان: آپ شریف النسب حسنی سادات کے اس گروہ سے تعلق رکھتے ہیں جس کا سلسلہ نسب حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے۔ آپ کے جد اعلیٰ سید عبدالرزاق نور العین حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی دسویں پشت میں تھے، اور چودہویں صدی عیسوی کے صوفی بزرگ سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کے خالہ زاد بہن کے فرزند تھے۔

حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ جب 764ھ بمطابق 1362ء میں عراق کے دورے پر گئے تو جیلان بھی تشریف لے گئے جہاں سید عبدالرزاق آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے گرویدہ ہو گئے۔ جب حضرت سمنانی رحمۃ اللہ علیہ نے جیلان سے رخت سفر باندھا تو سید عبدالرزاق جو اس وقت بارہ سال کے تھے آپ کے ساتھ چلنے پر بضد ہوئے اور کسی بھی طرح آپ سے الگ ہو کر اپنے وطن میں رہنا گوارہ نہ کیا۔ آخر کار سید عبدالرزاق کے والد سید عبدالغفور کی اجازت سے حضرت سمنانی نے سید عبدالرزاق کو اپنی فرزندگی میں لے لیا، اور نور

العین کے لقب سے نوازا، اور تاحیات اپنی صحبت میں رکھا۔ ۳

حضرت سید عبدالرزاق نور العین نے ایک سو بیس سال کی عمر پائی اور تقریباً اڑسٹھ سال حضرت سمنانی کی خدمت میں گزارے۔ ۴ ان کے چار صاحبزادے تھے جن کے نام اس طرح ہیں: سید حسن، سید حسین، سید فرید، سید احمد۔ جب حضرت سمنانی کے انتقال کا وقت قریب آیا تو انہوں نے حضرت عبدالرزاق کے چاروں فرزندوں کو بلا بھیجا اور انہیں الگ الگ مقامات کی خلافت عطا کی اور خانقاہوں کے قیام کی ہدایت فرمائی۔ سب سے بڑے بیٹے سید حسن کو کچھوچھا، سید حسین کو جو پنور، سید فرید کو ردولی اور سب سے چھوٹے بیٹے سید احمد کو جائسی کی خلافت عطا کی۔ ۵

مؤخر الذکر سید احمد جو بندگی میاں کے نام سے معروف ہوئے حکم کے بموجب جائسی کے لئے روانہ ہوئے اور ٹھیک اس مقام پر اقامت اختیار کی جہاں حضرت سمنانی دوران قیام جائسی خیمہ زن ہوئے تھے، اور وہاں پر ایک خانقاہ قائم کی جو حضرت اشرف جہانگیر سمنانی کی نسبت سے خانقاہ اشرفیہ کے نام سے قرب و جوار میں معروف ہوئی، اور اسی نسبت سے آگے چل کر سید احمد بندگی میاں کی نسل خانوادہ اشرفیہ کے نام سے موسوم ہوئی۔

سید احمد بندگی میاں کے انتقال کے بعد ان کے صاحبزادے سید حاجی قتال نے خانقاہ کا انتظام سنبھالا اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے دونوں پوتوں کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری بھی بحسن و خوبی انجام دی اس لئے کہ ان کے فرزند جناب سید جلال اوّل اپنے دو صاحبزادوں مبارک شاہ بودے اور شاہ سید کمال کی پیدائش کے بعد جوانی ہی میں انتقال کر گئے تھے۔ ۶

شیخ مبارک بودے اور شیخ کمال کا تذکرہ سولہویں صدی کے مشہور صوفی شاعر ملک محمد جائسی نے اپنے ادبی شاہکار پدماوت کے شروع میں کیا ہے اور ان کی خوب خوب تعریفیں کی ہیں اور ان کے ساتھ اپنی عقیدت و ارادت کا اظہار کیا ہے، وہ

کہتے ہیں:

- جہانگیروے چستی نہ کلنک جس چاند

وہ مخدوم جگت کے ہوں اوہ گھر کے باند

ترجمہ: خاندان چشتیہ حضرت اشرف جہانگیر جو مانند چاند تمام عیوب سے پاک صاف ہے، جن کی خدمت تمام دنیا نے کی میں ان ہی کا غلام ہوں۔

- اوہ گھر رتن ایک زمرہ

حاجی شیخ سبے گن بھرا

ترجمہ: ان کے گھر ایک لڑکا گوہر نایاب نہایت صاف و شفاف پیدا ہوا، جو تمام ہنر کا مخزن تھا اور جس کا نام حاجی شیخ تھا۔

- تیہ گھر دوئی دیک اجیارے

پنٹھ دئی کہنہ دیو سنوارے

ترجمہ: ان کے گھر میں مثل چراغ کے روشن دولڑکے پیدا ہوئے، گویا خدا نے انہیں عوام کی رہبری کے لیے ہی پیدا کیا ہے۔

- شیخ مبارک پو نیوکراے

شیخ کمال جگت زمرہ

ترجمہ: اول شیخ مبارک بودے جو چودھویں کے چاند کی طرح روشن تھے، دوسرے شیخ کمال جو تمام عالم میں پاک و صاف تھے۔

- دووا چل دھوؤڈولہ ناہیں

میر کھکھند تہنہ اپراہیں

ترجمہ: یہ دونوں حضرات مثل قطب ستارہ اپنی جگہ پر قائم تھے، کوہ سمیر اور کوہ کشکند ہا سے بھی اعلیٰ مرتبہ تھے۔

سے بھی اعلیٰ مرتبہ تھے۔

- دینھ روپ او جوت گوسائیں

کینھ کھمبھ دوئی جگ کے تائیں

ترجمہ: خدا نے انہیں خوبصورتی دی اور نور عطا فرمائی اور دنیا میں گویا دوستوں کھڑے کر دیے ہیں۔

- دہوں کھمبھ ٹیکے سب مہی

دہوں کے بھار سسٹ تھر رہی

ترجمہ: وہ دونوں ستون اس زمین کو سنبھالے ہوئے ہیں، انہیں دونوں کے سہارے یہ تمام خلقت رکی ہوئی ہے۔

- جیہ در سے اوپر سے پایا

پاپ ہر انزل بھے کایا

ترجمہ: جنھوں نے انکا دیدار اور قدمبوسی حاصل کی، ان کے تمام گناہ معاف ہو گئے اور جسم پاک و صاف ہوا۔

- محمد تیئی نچت پتھ جیہ سنگ مرسد پیر

جیہ کے ناوا کھیوک بیگ لاگ سوتیر

ترجمہ: اے ملک محمد! راہ دنیا میں وہی بے فکر ہے جس کے ہمراہ مرشد و پیر ہیں، جس کو کشتی اور ملاح میسر ہیں وہ جلد سے جلد کنارے لگ جاتا ہے۔ ۵

**شجرہ نسب:** حضرت مبارک شاہ بودے کا شجرہ نسب اس طرح ہے:

شیخ مبارک بودے بن جلال اول بن حاجی قتال بن سید احمد (بندگی میاں) بن عبد الرزاق نور العین بن سید عبد الغفور حسن بن سید احمد جیلی بن سید ابوالحسن بن سید موسیٰ شریف بن سید علی شریف بن سید محمد شریف بن سید حسن بن سید احمد شریف بن سید ابی نصیر محی الدین بن سید ابوصالح بن سید عبد الرزاق بن سید عبد القادر جیلانی بن سید محمد ابوصالح بن سید محمد موسیٰ جیلی بن سید زاهد بن سید عبد اللہ بن سید یحییٰ بن سید محمد بن سید داؤد بن موسیٰ الجولی بن عبد اللہ محض بن سید شمس الدین ثنی بن امام حسن بن سیدنا علی بن ابی طالب ۹۔

**ولادت:** شیخ مبارک بودے کی ولادت کی تاریخ کا تعین یقینی طور پر نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ آپ کی تاریخ ولادت کا تذکرہ نہ تو عبدالحی حسنی نے کیا ہے اور نہ ہی عبد القادر جائسی نے، مگر آپ کے دعوتی کارناموں، آپ کے خلفاء نظام الدین ایٹھوی اور ملک محمد جائسی کی تاریخ ولادت، اور خود آپ کی تاریخ وفات کو مدنظر رکھ کر اتنا کہا جاسکتا ہے کہ آپ پندرہویں صدی عیسوی کی آخری دہائی میں پیدا ہوئے ہوں گے۔

**تعلیم و تربیت:** جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا، شیخ مبارک بودے کے والد ماجد جوانی ہی میں انتقال کر گئے تھے اس لئے آپ نے اپنے دادا جناب سید حاجی قتال کے زیر سایہ تعلیم حاصل کی اور انہیں کی نگرانی میں پروان چڑھے۔ چار سال کی کم سن عمر میں آپ نے مکتب جانا شروع کر دیا اور سات سال کی عمر تک پہنچتے پہنچتے آپ نے حفظ قرآن مکمل کر لیا۔ اس کے بعد آپ علم ظاہری کی طرف متوجہ ہوئے، اور بیس سال کی عمر میں تمام معقول و منقول علوم کے حصول سے فارغ ہوئے۔ ۱۰۔

**حج کے لئے روانگی:** تعلیم سے فراغت کے بعد اپنے دادا بزرگوار کے حکم پر آپ تقریباً پانچ سال تک افادہ و استفادہ میں مشغول رہے اور طالبان علوم نبوت کو فیض پہنچاتے رہے۔ پچیس سال کی عمر میں اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ حج کا قصد کیا اور حرمین شریفین میں تقریباً تین چار سال گزارے اور وہاں کے علماء سے کسب فیض کیا۔ ۱۱۔

**شادی:** جب آپ حج بیت اللہ سے واپس آئے تو آپ کی عمر تیس برس کی ہو چکی تھی اس لئے دادا بزرگوار کے حکم سے رشتہ ازدواج میں منسلک ہو گئے۔ ۱۲۔

**خلافت:** تعلیم سے فراغت، حج کی ادائیگی اور پھر ازدواجی زندگی سے جڑنے کے بعد اب وقت آ گیا تھا کہ آپ خلافت سے مشرف ہوں اور مسند ارشاد پر متمکن ہوں۔ چنانچہ آپ کے جد امجد سید حاجی قتال نے آپ کو خرقہ خلافت عطا کیا اور طالب علموں کی تدریس، مریدوں کی تربیت اور فقراء کی خدمت کی ذمہ داری آپ کے سپرد کر کے خود عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے۔ خلافت عطا کرتے وقت آپ کے جد بزرگوار نے تاکید کی کہ آپ سلاطین و امراء کی ملاقات سے گریز کریں، ہمیشہ خدا پر بھروسہ رکھیں اور فقراء و طالب علموں کی خدمت کریں۔ ۱۳۔

## اسلام کی نشر و اشاعت

اودھ میں اسلام کی روشنی شیخ مبارک بودے کی ولادت سے کئی صدیوں قبل ہی پہنچ چکی تھی، اور مختلف مسلم گھرانے اودھ کے الگ الگ خطوں میں آباد تھے۔ اس خطے میں اسلام سب سے پہلے سید سالار مسعود غازی کے ذریعہ متعارف ہوا جو محمود غزنوی کے ہمیشہ زادے تھے۔ وہ اپنے ماموں کے ساتھ مختلف ہندوستانی مہمات میں شریک ہوئے اور اپنے ماموں کے برخلاف ہندوستان میں مستقل طور پر سکونت اختیار کرنا چاہتے تھے۔ محمود غزنوی کے ہندوستان چھوڑنے کے بعد وہ گیارہ ہزار فوج کے ساتھ ہندوستان کی حدود میں داخل ہوئے اور دہلی، قنوج، مانک پور، کڑا، سترکھا وغیرہ فتح کرنے کے بعد آخر کار 557 ہجری بمطابق 1162ء میں بہرائچ کے قریب راجہ بالادت سے جنگ کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ ۱۴

آپ کے کئی نائب سپہ سالار اودھ کے مختلف مفتوحہ علاقوں میں پھیل گئے اور وہیں آباد ہوئے مثال کے طور پر زکریا حسین نے جائس میں ۱۵ء قاضی بدرالدین نے انہونہ میں ۱۶ء خواجہ بہرام و خواجہ نظام نے صبیحہ میں ۱۷ء اور ملک یوسف نے ایٹھی میں سکونت اختیار کی ۱۸ء۔ اس کے بعد اسلامی حکومت کے قائم ہونے پر مختلف جاگیردارانہ وزمیندارانہ گھرانے اس خطے میں آباد ہوئے اور اسی کے ساتھ صوفیاء و علما کا بھی ورود شروع ہوا جنہوں نے اسلام کی نشر و اشاعت کی غرض سے اس علاقے کا دورہ کیا اور ان میں سے بعضوں نے یہاں سکونت بھی اختیار کی مثال کے طور پر سید اشرف جہانگیر سمنانی، سید قطب الدین ثانی حسنی، شیخ نظام الدین نگامی وغیرہم۔

اشاعت اسلام کی مذکورہ بالا مساعی کے باوجود یہ خطہ کفر و ضلالت اور جہالت کی تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا اور یہ سرزمین کسی ایسے اسلامی مصلح داعی کے انتظار

میں تھی جو یہاں پر بنیادی تبدیلی پیدا کر سکے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت شیخ مبارک بودے کی قسمت میں لکھی تھی جنہوں نے اپنے ارد گرد پھیلی ہوئی تاریکی اور جہالت کو محسوس کیا، اس لیے خانقاہ کی ذمہ داری سنبھالنے اور مسند ارشاد پر متمکن ہونے کے بعد آپ نے روایتی انداز میں خانقاہ میں گوشہ نشینی اختیار کرنا پسند نہ کیا بلکہ خانقاہ سے باہر نکل کر میدان عمل میں قدم رکھا اور قرب و جوار میں پھیلی ہوئی کفر و جہالت کی تاریکی دور کرنے اور اسلام کی روشنی کو مزید پھیلانے کی کوشش کی۔ آپ نے مختلف گھرانوں کو اسلام کے نور سے منور کیا، اور کئی چیدہ اشخاص کو اسلام کا سیدھا اور سچا راستہ دکھایا جن کی نسلیں آگے چل کر امت محمدیہ کا ایک حصہ بنیں۔

کن لوگوں نے آپ کی دلی دعاؤں اور دعوتی کوششوں کے نتیجے میں اسلام قبول کیا؟ ان کے کیا نام تھے؟ ان کی کیا تعداد تھی؟ وہ کس طبقہ سے تعلق رکھتے تھے؟ اس سلسلہ میں علامہ عبدالحی حسنی نے صرف اشارہ کیا ہے کہ ”وقد أسلم علی یدیدہ جماعة من مراذبة اودھ“ ۱۹ یعنی آپ کے دست مبارک پر زمینداران اودھ کی ایک جماعت نے اسلام قبول کیا، البتہ اس جماعت کی قدرے تفصیل ہمیں تاریخ جائس میں ملتی ہے۔ عبدالقادر خان صاحب نے تاریخ جائس میں اودھ کے پانچ ایسے اہم راجاؤں کے نام گنائے ہیں جو آپ کے دست مبارک پر مشرف بہ اسلام ہوئے ۲۰۔ ان پانچوں راجاؤں کے نام تاریخ کی کتابوں میں مذکور ہیں، اور ان کی ریاستوں پر ایک نظر ڈالنے کے بعد کہا جاسکتا ہے کہ اسلام کی نشر و اشاعت کے سلسلے میں حضرت مبارک بودے کا میدان عمل مشرق میں سلطان پور، مغرب میں لکھنؤ، جنوب میں رائے بریلی و فتح پور اور شمال میں فیض آباد جیسے شہروں تک وسیع تھا۔ ان چاروں شہروں کے وسط میں پڑنے والے علاقے کی مسلم آبادی کا ایک معتد بہ حصہ ان خاندانوں اور گھرانوں پر مشتمل ہے جن کے آباء و اجداد آپ کے دست مبارک پر اسلام کی دولت سے مالا مال ہوئے تھے۔ ذیل میں ان پانچوں

راجاؤں کا تذکرہ پیش ہے جو آپ کے دست مبارک پر اسلام لائے تھے۔

### ۱۔ تاتار خان کا قبول اسلام:

راجپوتوں کی چنگوٹی چوہان نسل سے راجہ تاتار خان نے آپ کے دست مبارک پر اسلام قبول کیا، جن کا غیر اسلامی نام تلوک چند تھا۔ راجہ تاتار خان اودھ کے سب سے طاقتور راجا تھے۔ ان کی سلطنت کی حدود شمال میں دریائے گھاگرا جنوب میں دریائے گنگا مشرق میں جوئیور و اعظم گڑھ اور مغرب میں لکھنؤ تک وسیع تھیں۔ تاتار خان کی سلطنت میں دس راجہ اور دو چودھری تھے جو ان کی سیادت کو تسلیم کرتے تھے۔ اس لئے کہ اودھ کے راجاؤں میں تلکوتسو کے موقع پر قشقہ (تلک) لگا کرنے راجہ کی تخت نشینی کے اعلان کا حق انہیں کو حاصل تھا۔ ۲۱

تاتار خان کے اسلام قبول کرنے سے سارے خطے میں ایک ہنگامہ برپا ہو گیا، اور ایسا لگا جیسے راجگان اودھ کے سر پر پہاڑ ٹوٹ پڑا ہو۔ بیسواڑے کے ایک راجہ دیورائے نے قسم کھائی کہ ان کی آنے والی نسل تلکوتسو کے موقع پر راجہ تاتار خان یا ان کی اولاد کی خدمات نہیں حاصل کرے گی، اور انہوں نے اپنے دوسرے لڑکے کو راجا کے لقب سے نوازا اور اپنے خاندان میں تلک لگانے کی ذمہ داری اس کے سپرد کی۔ ۲۲

باستثناء بیسواڑے کے راجہ دیورائے، اودھ کے دیگر راجاؤں میں تاتار خان اور ان کی نسل کے سرداران قوم، جو آگے چل کر حسن پور کے دیوان کی حیثیت سے مشہور ہوئے، کا وہی امتیاز باقی رہا جو قبل از اسلام تھا، چنانچہ ان کے سوم بنی سرداران، رام پور کے بیسن، تلوئی کے کنہو ریا اور میٹھی کے بندھلگوٹی جب تک حسن پور کے دیوان کے ہاتھوں سے تلک نہ لگوا لیتے تھے اپنے اسلاف کے اختیارات کو استعمال کرنے کا حق نہیں رکھتے تھے۔ ۲۳

راجہ تلوک چند کے اسلام لانے کے سلسلے میں ایک غلط روایت عام ہے جسے ولیم چارلس بینٹ (W. C. Benett) نے گزٹیئر آف اودھ کی تیسری جلد میں

نقل کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ”تلوک چند بابر کے ہم عصر تھے۔ بابر نے اپنی ایک مشرقی مہم کے دوران ان کو گرفتار کر لیا اور ان کو اختیار دیا کہ یا تو اسلام قبول کر کے پروانہ آزادی حاصل کریں یا اپنے پرانے مذہب پر برقرار رہ کر غیر متعینہ مدت تک قید کی صعوبتیں برداشت کریں۔ قبول اسلام میں سبقت کرنے والی بہت سی قابل احترام شخصیات سے مشورے کے بعد جب آپ نے اسلام قبول کر کے آزادی حاصل کرنے کو ترجیح دی تو آپ کو غایت درجے احترام کے ساتھ آزاد کر دیا گیا اور خان بہادر کے لقب سے نوازا گیا، اور آپ کا نام بدل کر تاتار خان رکھا گیا۔“ ۲۴

پروفیسر تھامس آرنالڈ (Thomas Arnold) نے بھی مذکورہ بالا واقعے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ مگر اس کے بعد ایک دوسرا واقعہ نقل کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں ”ایک روایت کے مطابق تلوک چند کو بابر نے قید کر لیا تھا اور قید سے رہائی حاصل کرنے کی غرض سے تلوک چند نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ دوسری روایت کے مطابق تلوک چند نے ہمایوں کے عہد میں اسلام قبول کیا تھا جس کی تفصیل یہ ہے کہ ہمایوں نے جب تلوک چند کی اہلیہ کے حسن و جمال کی بڑی تعریفیں سنیں تو اسے اٹھوا لیا۔ لیکن جب وہ ان کے پاس لائی گئی تو ہمایوں کا ضمیر جاگ اٹھا اور اسے اپنی حرکت پر پشیمانی ہوئی۔ اس نے فوراً اس کے شوہر تلوک چند کو بلوا بھیجا۔ تلوک چند جنہوں نے اپنی اہلیہ کو دوبارہ نہ دیکھنے کی قسم کھائی تھی۔ ہمایوں کا حسن سلوک دیکھ کر اس کا مذہب یعنی اسلام قبول کر لیا، جس نے اسے ایسی سخاوت اور پاکی سکھائی۔“ ۲۵

تلوک چند یعنی تاتار خان کے تین صاحبزادے تھے ایک فتح شاہ جو قبول اسلام کے واقعے سے پہلے پیدا ہوئے تھے اور اپنے اسلاف کے قدیم مسلک پر قائم رہے، ان کی اولاد سلطان پور میں دھمور کے علاقے میں آباد تھی۔ دوسرے صاحبزادے جلال خان اور تیسرے بازید خان تھے جو اسلام قبول کرنے کے بعد پیدا ہوئے تھے

اس لئے اسلامی تربیت پائی۔ انہوں نے اپنے والد کے لقب خان کی بنا پر اپنے لئے بطور فخر خاندان کا نیا لقب اختیار کیا۔

بازید خان کے صاحبزادے حسن خان کافی شہرت اور جاہ کے مالک ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ شیر شاہ سوری نے بنگال سے دہلی کی طرف کوچ کرنے کے دوران ان کے یہاں قیام کیا تو انہوں نے شیر شاہ کے شایان شان خاطر تواضع کی اور بیش بہا ہدیے و تحائف ان کی خدمت میں پیش کئے، اور اس کے علاوہ اپنی ایک بیٹی بھی ان کی نکاح میں دی۔ شیر شاہ حسن خان کی مدارات سے انتہائی خوش ہوا اور ان کو راجا کے لقب سے نوازا، اور انہیں مزید اختیار دیا کہ وہ بنودھا (اودھ) کی حدود میں جس کو چاہیں راجا کے لقب سے نواز سکتے ہیں۔ حسن خان نے ریوا کے راجہ کو شکست دے کر تمام اودھ میں اپنی عظمت و برتری کا احساس کرا دیا تھا۔ حسن خان کے بعد وہ شان و عظمت ان کے خاندان کے کسی فرد کو حاصل نہیں ہوئی، البتہ ہر ایک نے اپنی اہلیت و لیاقت اور قائدانہ صلاحیت کے لحاظ سے خاندان کی عظمت کو برقرار رکھنے کوشش کی۔ اس خاندان کے قائد حسین علی نے 22 مارچ 1857ء کی سلطان پور کی جنگ میں انگریزوں کے خلاف بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور باغی فوج کی قیادت کی تھی، اور اس میں ان کا ایک لڑکا بھی شہید ہوا تھا۔ ۲۶

حسن خان نے شیر شاہ سوری کے ہی دور میں حسن پور نامی ایک قصبہ آباد کیا جو سلطان پور کے مغرب میں تقریباً چار میل کے فاصلے پر، لکھنؤ۔ سلطان پور قومی شاہراہ کے شمال جانب آباد ہے۔ حسن پور اور منیار پور کے تعلقے آخر تک آپ کی نسل میں برقرار رہے۔ ۷۷

## ۲۔ راجہ ملک پال کا قبول اسلام:

سلطان پور ضلع کی بھالے سلطان نسل سے پالہن دیو نے حضرت مبارک

بودے کے دست مبارک پر بعد شیر شاہ سوری اسلام قبول کیا اور اپنا نام بدل کر ملک پال رکھا۔ ۲۸ ولیم کروک (William Crook) نے بھالے سلطانوں کی نسل سے راجہ بارم دیو کے اسلام لانے کا تذکرہ کیا ہے۔ ۲۹ جب کہ ولیم چارلس بینٹ نے رائے دودھیچ کے قبول اسلام کا ذکر کیا ہے۔ ۳۰ لیکن درحقیقت اسلام پالہن دیو نے ہی قبول کیا تھا، اسلئے کہ رائے دودھیچ اور بارم دیو مشہور بھالے سلطان راجہ رائے برار کے صاحبزادے تھے اور ان دونوں کی اولاد اپنے قدیم ہندو مذہب پر برقرار رہی، جبکہ پالہن دیو، بارم دیو کے لڑکے تھے اور سلطان پور کے مسلم بھالے سلطان انہی کی نسل سے ہیں۔ ۳۱ پالہن دیو کی نسل میں ایک مشہور راجہ نہال خان ہوئے جنہوں نے 1126ھ بمطابق 1715ء میں جگدیش پور کے پاس نہال گڑھ نامی ایک مضبوط قلعہ بنایا تھا۔ اس قلعہ کی جگہ پر آباد نہال گڑھ نامی گاؤں آج جگدیش پور میں شامل ہے، اور یہاں کاریلوے اسٹیشن انھیں کے نام پر نہال گڑھ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ نہال خان کے چچا زاد بھائی میغل خان نے انہوں نے جاگیردار کی مدد سے 1157ھ مطابق 1745ء میں نہال خان کو راج گدی حاصل کرنے کی غرض سے قتل کر دیا تھا۔ ۳۲

## ۳۔ راجہ باز سنگھ کا قبول اسلام:

مشہور روایت کے مطابق راجہ باز سنگھ نے شیر شاہ سوری کے عہد میں شیخ مبارک بودے کے دست مبارک پر اسلام قبول کیا تھا۔ راجہ باز سنگھ کے دادا کرن سنگھ مین پوری پرگنہ کے بھینسول نامی قصبہ کے چوہان راجپوت سردار جگت سنگھ کے صاحبزادے تھے، اور راجہ بنار شاہ کے ساتھ گڑیو کی مہم میں شریک تھے۔ فتح و کامرانی کے حصول کے بعد بنار شاہ کے صاحبزادے ٹیپوراوت کی اکلوتی صاحبزادی سے آپ کی شادی کر دی گئی۔ چونکہ ٹیپوراوت کی کوئی نرینہ اولاد نہ تھی اس لئے ان کے حصے کے بیالس گاؤں کرن سنگھ کو وراثت کے طور پر ملے، جو ان کے صاحبزادے کنور سنگھ اور پھر

ان کے پوتے باز سنگھ کو منتقل ہوئے۔

جب باز سنگھ اسلام لائے تو یہ بات شاہی دربار تک پہنچے بغیر نہ رہ سکی اور شیر شاہ سوری نے آپ کی قدر کرتے ہوئے آپ کو خان اعظم بھینولیان کے لقب سے نوازا۔ باز سنگھ کی اولاد خوب پھلی پھولی اور ان کے دادا کرن سنگھ کے وطن بھینول کی نسبت سے پہلے بھینولیان پھر آگے چل کر بھریاں کے نام سے معروف ہوئی۔ آئین اکبری میں ان کی نسل کا تذکرہ نو مسلم چوہان کے نام سے کیا گیا ہے، جو انہوں نے پرگنہ کی مالک تھی۔ آپ کی نسل میں بہو کا تعلق آخر تک برقرار رہا، جو چوبیس گاؤں پر مشتمل تھا۔ ۳۳

صاحب تاریخ جائس نے باز سنگھ کے بجائے محمد عالم خاں کے اسلام لانے کا تذکرہ کیا ہے جو غالباً باز خاں کے صاحبزادے تھے۔ لیکن دراصل محمد عالم خاں ایک صوفی بزرگ عالم تھے اور شیخ مبارک شاہ بودے کے خلفاء میں سے تھے۔ عالم خاں کے صاحبزادے بھیکھی خان نے جب گدی سنبھالی تو بھیکھی پور نامی قصبہ آباد کیا جہاں آج بھی بھرسیوں کی کثیر تعداد آباد ہے۔ ۳۴

۴۔ راجہ ڈینگر شاہ کا قبول اسلام:

حیدر گڑھ وانہونہ کے نواح میں آباد گڑیو کی بیس راجپوت قوم سے ایک راجہ نے شیخ مبارک شاہ بودے کے دست مبارک پر اسلام قبول کیا ۳۵۔ اس قوم سے کس شخص نے اسلام قبول کیا اس بارے میں مختلف نام اور روایات تاریخ کی کتابوں میں درج ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

☆ نعیم اشرف جائسی نے اس خاندان کے جد اعلیٰ بنار شاہ کے پوتے ساتن رائے کے اسلام لانے کا تذکرہ کیا ہے ۳۶

☆ عبد القادر خان جائسی نے ساتن رائے کے صاحبزادے دیا چند کے حضرت مبارک شاہ بودے کے دست مبارک پر اسلام لانے کا تذکرہ کیا ہے ۳۷۔

☆ جناب اے ایف ملیٹ (A.F. Millet) نے بنار شاہ کے پڑپوتے بھرت سنگھ کے شیر شاہ کے عہد میں اسلام لانے کا تذکرہ کیا ہے۔ ۳۸۔

☆ مسٹر ڈبلیو سی بیٹ (W.C. Bennett) نے بھی ملیٹ کی اتباع کرتے ہوئے بھرت سنگھ کا ہی تذکرہ کیا ہے، اور اس واقعہ کو گڑیو کی تاریخ کا ایک اہم واقعہ قرار دیا ہے۔ ۳۹۔

☆ بیس چھتری اتہاس ۴۰، اور اس علاقے کی عام روایت کے مطابق جناب ڈینگر شاہ نے شیر شاہ سوری کے عہد میں حضرت مبارک بودے کے دست مبارک پر اسلام قبول کیا تھا۔

جہاں تک ساتن رائے کا تعلق ہے تو اشرف جہانگیر سمنائی سے ان کی ملاقات کا تذکرہ لطائف اشرفی میں ملتا ہے لیکن ان کے اسلام لانے کی طرف کہیں کوئی اشارہ نہیں کیا گیا ہے، بلکہ لطائف اشرفی میں مذکور واقعہ ان کے اسلام نہ قبول کرنے پر صراحتاً دلالت کرتا ہے ۴۱، اس کے علاوہ بیس چھتری اتہاس اور دوسرے ذرائع سے حاصل کردہ شجرہائے نسب سے پتہ چلتا ہے کہ ساتن رائے کے سارے صاحبزادگان اپنے قدیم مسلک پر قائم رہے۔ اور اسی طرح ان کے صاحبزادے دیا چند کی اولاد بھی اپنے قدیم مذہب پر قائم رہی اسلئے ان دونوں کے اسلام لانے کا واقعہ صحیح نہیں ہے۔

جہاں تک بھرت سنگھ کا تعلق ہے تو راقم الحروف کو بنار شاہ کی اولاد کے شجرہ نسب میں بھرت سنگھ نام کہیں بھی نظر نہیں آیا۔ جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا، بیس چھتری اتہاس اور اس علاقے کی عام روایت کے مطابق اس خاندان سے جناب ڈینگر شاہ

نے شیر شاہ سوری کے عہد میں شیخ مبارک بودے کے دست مبارک پر اسلام قبول کیا تھا، اور یہی صحیح ہے اس لیے کہ ان کی اولاد کے نام اسلامی پائے جاتے ہیں۔

یہاں پر اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ بھرت سنگھ اور ڈینگر شاہ دونوں نام ایک دوسرے کی جگہ پر استعمال ہوتے ہوئے پائے گئے ہیں اس لیے غالب گمان یہ ہے کہ بھرت سنگھ ڈینگر شاہ کا اصل نام رہا ہوگا، جیسے کہ بنار شاہ کا اصل نام پرتاپ شاہ تھا۔ اس کی تصدیق وہاب خاں اور سلامت خاں کے واجب العرض سے بھی ہوتی ہے جس میں انہوں نے ڈینگر شاہ کی جگہ پر بھرت سنگھ کا نام لکھا ہے جنہوں نے اسلام قبول کیا تھا ۴۲، جبکہ اس خاندان میں ڈینگر شاہ کے اسلام لانے کا ہی تذکرہ ملتا ہے۔

ڈینگر شاہ راقم الحروف کے جد اعلیٰ تھے، اور ان کی نسل لکھنؤ۔ سلطان پور قومی شاہراہ پر واقع قصبہ انہونہ کے جنوب مغرب میں تقریباً سات کلومیٹر کے فاصلے پر واقع موضع ساتن پورہ اور اس کے چھ ذیلی گاؤں میں آباد ہے، جن کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔ گڑھی واصل، گڑھی اللہ داد، گڑھی محکم، گڑھی دلاور، بنگرہ اور پورے ٹھکرائن۔

## ۵۔ عجب سنگھ:

صاحب تاریخ جائس نے بیسواڑے کی تلوک چندری بیس قوم کے ایک سردار کے اسلام قبول کرنے کا تذکرہ کیا ہے مگر ان کا نام ذکر نہیں کیا ہے ۴۳۔ غالباً ان کی مراد عجب سنگھ یا ان کے تینوں لڑکوں رحمت علی، عنایت علی اور رستم علی سے ہے جو مسلمان ہو گئے تھے، مگر ان کی اولاد صحیح اسلامی تربیت و ہدایت نہ ملنے اور خاندان کے ظلم و جور کی وجہ سے پھر اپنے قدیم ہندو مسلک پر واپس آ گئی تھی۔ ۴۴

مذکورہ بالا پانچوں راجگان جو شیخ مبارک بودے کے دست مبارک پر اسلام

سے مشرف ہوئے، صوبہ اودھ والہ آباد کے عمدہ ترین رؤساء میں سے تھے اور علاقے کے سب سے با اثر خانوادوں سے تعلق رکھتے تھے ۴۵۔ ان حضرات کے علاوہ دیگر اشخاص بھی آپ کی کوششوں سے دائرۃ اسلام میں داخل ہوئے، اس لیے کہ مذکورہ بالا راجگان کی نسل سے تعلق رکھنے والوں کے علاوہ اور بھی بہت سے گھرانے ایسے ہیں جو نو مسلم ہیں اور شیخ مبارک بودے کے خانوادے سے آج بھی ارادت رکھتے ہیں، مگر چون کہ اس سلسلے میں زبانی روایات کے علاوہ اور کوئی معلومات مہیا نہیں ہیں اس لیے اسے قلم انداز کیا جاتا ہے۔

## شیخ مبارک بودے کی وفات:

شیخ مبارک بودے اسلام کی نشر و اشاعت اور تعلیم و تعلم سے پر ایک طویل زندگی، جو بابر، ہمایوں، شیر شاہ اور اکبر کے پر شکوہ ادوار حکومت پر محیط ہے، گزارنے کے بعد 974ھ بمطابق 1566ء میں اکبر کے عہد حکومت میں اس دار فانی سے کوچ کر گئے، اور خانقاہ اشرفیہ، جائس کے احاطے میں اپنے دادا حاجی قتال اور والد محترم جلال اول کے پہلو میں مدفون ہوئے۔ ۴۶

## اخلاق و عادات:

شیخ مبارک بودے زہد و تقویٰ میں اپنی مثال آپ تھے اور شب و روز عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ جذب کی کیفیت بھی آپ سے منسوب کی جاتی ہے جس کی وجہ سے حکماء نے آپ کے لئے عرق کو کنار نوش کرنا تجویز کیا تھا۔ ۴۷

## پھر اس کے بعد چراغوں میں روشنی نہ رہی:

شیخ مبارک بودے کو اللہ تعالیٰ نے کئی اولاد سے نوازا، مگر سب آپ کی زندگی ہی میں فوت ہو گئیں۔ آخر کار خدا تعالیٰ کی عنایت سے ایک اور فرزند ارجمند پیدا ہوا، جس کا نام آپ نے اپنے والد کے نام پر جلال ثانی رکھا۔ شیخ جلال اپنے والد کی



طرح بڑے عالی اوصاف و رویش صفت بزرگ تھے۔ انہوں نے اپنی تمام عمر عبادت و ریاضت میں بسر کی اور رشد و ہدایت کے کام میں لگے رہے۔ جناب شاہ جلال ثانی کے ساتھ بیٹے ہوئے جن میں سے دو یعنی شاہ مبارک ثانی اور شاہ ولی اشرف مسند ارشاد پر متمکن ہوئے۔ شیخ مبارک شاہ بودے کے بھائی شاہ کمال کی نسل بھی آگے پروان چڑھی اور دونوں بھائیوں کی اولادیں آج بھی جائسی میں آباد ہیں ۸۶۸ھ مگر اسلام کی نشر و اشاعت کا جو جذبہ آپ کے اندر تھا وہ پھر آپ کے بعد کسی میں نہ دکھا البتہ علمی تبحر کے معاملہ میں چند اشخاص کے نام گنائے جاسکتے ہیں، جنہوں نے اپنی تعلیمی لیاقت کی وجہ سے کافی شہرت پائی، مثال کے طور پر مولانا شاہ غلام اشرف عرف ملا باسو، مولانا سید محمد باقر فاضل جائسی اور مولانا اشرف علی عرف ملا علی قلی جائسی۔

شیخ مبارک بودے کے انتقال کے بعد آنے والی نسل اخلاق و اعمال کے زوال سے دوچار ہوئی۔ ایک طرف ان کے عقائد نے ہندوستانی رنگ اختیار کیا، تو دوسری طرف ہندوستانی روایات نے اسلامی اقدار کی جگہ لینی شروع کر دی، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ تعلیم و تبلیغ اور ارشاد و ہدایت میں مشغول ہونے کے بجائے عرس و فاتحہ اور محرم و عزاداری کے مراسم میں الجھ کر رہ گئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اولاد کو صراطِ مستقیم پر چلنے اور آپ ہی کی طرح اسلام کی نشر و اشاعت میں خاطر خواہ حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔

سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا، اور ایک مدت تک ان کی خدمت میں رہے، پھر مانکپور گئے اور وہاں شیخ نور بن حامد حسینی مانکپوری سے طریقت کی تعلیم حاصل کی ۱۵۔ اس کے بعد حضرت انہوں نے شیخ مبارک بودے سے کسب فیض کیا اور پدرانہ شفقت بھی حاصل کی اسلئے کہ حضرت مبارک بودے انہیں اپنی اولاد کی طرح چاہتے تھے اور کبھی کبھی ان کے وطن ایٹھی میں بھی قدم رنجہ فرماتے تھے۔ ۵۲

ایک بار شیخ مبارک بودے، نظام الدین ایٹھوی سے ملاقات کی غرض سے قصبہ ایٹھی تشریف لے گئے۔ جناب نظام الدین نے انتہائی تعظیم و تکریم کے ساتھ آپکا استقبال کیا اور ایک فرزند کی طرح آپ کی خدمت کی جس سے آپ بہت خوش ہوئے اور اپنی رضامندی کا اظہار کیا۔ ایک دن جبکہ آپ خوشگوار موڈ میں تھے نظام الدین نے آپ سے درخواست کی کہ آپ اللہ تعالیٰ سے باشندگان ایٹھی کی خوشحالی کی دعا کریں۔ آپ دعا کا ارادہ کر رہے تھے کہ اسی وقت آپ کو حضرت اشرف جہانگیر سمنائی کا وہ واقعہ یاد آ گیا جس میں ایٹھی سے گزرتے وقت ان کو وہاں کے ایک باشندے نے تکلیف پہونچائی تھی جس کے سبب انہوں نے غصے سے ایٹھی کے حق میں کبھی آباد اور کبھی ویران رہنے کی بددعا کی تھی، چنانچہ آپ نے دعا کرنے میں تردد کیا۔ نظام الدین کی اہلیہ حضرت مخدومہ جہاں، جو خود بھی ایک عبادت گزار عورت تھیں، کو جب اس بات کی خبر ہوئی تو انہوں نے اپنے شوہر سے کہا کہ یہ پورہ ایٹھی قصبہ سے باہر ہے اس لئے حضرت اشرف جہانگیر سمنائی کے عتاب سے خارج ہے۔ نظام الدین آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس حقیقت کا اظہار کرنے کے بعد پھر دعا کے خواستگار ہوئے اور یہ التماس بھی کیا کہ آپ قدیم قصبہ ایٹھی اور ان کے پورہ کے درمیان ایک حد فاصل کھینچ دیں۔ شیخ مبارک بودے کو یہ رائے بہت پسند آئی اور آپ نے اپنے عصا مبارک سے دونوں کے درمیان ایک نالی کھینچ دی اور دعا

## شیخ مبارک بودے کے خلفاء

شیخ مبارک بودے کے احوال و کارہائے نمایاں کے تذکرہ کے بعد یہ ضروری ہے کہ ہم آپ کے مشہور اور اہم ترین شاگردوں و جانشینوں کا بھی ذکر کریں اس لئے کہ آپ صرف ایک صوفی بزرگ اور داعی ہی نہ تھے بلکہ ایک تبحر عالم تھے اور خلق خدا کی ایک کثیر تعداد نے آپ سے استفادہ کیا ۳۹۔ آپ کے شاگردوں و جانشینوں میں سے چار اہم ترین شخصیات کے نام و حالات تاریخ نے محفوظ رکھے ہیں، اور وہ ہیں حضرت بندگی نظام الدین ایٹھوی، ملک محمد جائسی، کالے پہاڑ خان اور میاں شیخ سلو نے انصاری۔ ان چاروں بزرگوں کے حالات زندگی مندرجہ ذیل ہیں:

### ۱۔ حضرت بندگی میاں نظام الدین ایٹھوی:

حضرت مبارک بودے کے پہلے خلیفہ بندگی میاں نظام الدین ایٹھوی تھے ۵۰، جو چشتی سلسلہ کے ایک عظیم صوفی عالم و فقیہ تھے، اور شیخ سری سقطی العثماني کی نسل سے تعلق رکھتے تھے۔

نظام الدین ایٹھوی ۹۰۰ھ بمطابق ۱۴۹۴ء میں لکھنؤ سے مشرق میں واقع قصبہ ایٹھی کے ایک علمی گھرانے میں پیدا ہوئے، اور ابتدائی تعلیم اپنے وطن میں حاصل کی۔ اس کے بعد جوینور کا سفر کیا اور شیخ معروف بن عبدالواسع جوینوری کے

کی کہ نالی کے یہ سمت آباد رہے اور دوسری سمت ویران، چنانچہ آپ کے عصا شریف کا نشان وقت کے گزرنے کے ساتھ ایک عمیق و عریض نالے میں تبدیل ہو گیا اور آج آپ کے عصا کے نام پر بعضا نالہ کے نام سے دور و نزدیک مشہور ہے۔ ۵۳

نظام الدین بندگی میاں کی پہلی شادی مخدومہ جہاں بنت خاصہ خدا صالحی سے ہوئی تھی۔ آپ نے دوسری شادی درازی عمر کے بعد شیخ عبدالرزاق کی صاحبزادی سے کی جن سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام آپ نے جعفر رکھا۔ پہلی بیوی مخدومہ جہاں سے آپ کے چھ لڑکے پیدا ہوئے جن کے نام یہ ہیں: عبدالخلیل، عبدالوہاب، عبدالواسع، محمد، احمد اور عبدالحلیم۔ آپ کے پہلے تینوں صاحبزادے آپ کی زندگی ہی میں انتقال کر گئے تھے۔

حضرت نظام الدین علماء ربانین میں سے تھے اور خلق کثیر نے آپ سے استفادہ کیا۔ آپ تاحیات پورے خلوص اور حسن نیت کے ساتھ زہد و عبادت و تدریس و تلقین میں مصروف رہے، اور دائمی مراقبہ اور گریہ و زاری میں لگے رہے، حتیٰ کہ آپ کو کبھی کسی نے مسجد یا گھر کے علاوہ اور کسی دوسری جگہ نہیں دیکھا، البتہ آپ کبھی کبھی شیخ نظام الدین خیر آبادی سے ملنے خیر آباد، شیخ عبدالغنی بن حسام الدین سے ملنے فتح پور اور شیخ مبارک بن شہاب سے ملنے گویا منو جایا کرتے تھے۔ آپ معرفت کے آثار کسی پر ظاہر نہیں کرتے تھے اور سلوک کے سلسلے میں احیاء العلوم، عوارف المعارف، رسالہ مکیہ اور آداب المریدین جیسی کتابوں پر تکیہ کرتے تھے۔ آپ کی عادت تھی کہ نماز جمعہ سے قبل چار رکعت احتیاطاً پڑھ لیا کرتے تھے، آپ کی خصوصیت تھی کہ آپ خطبہ میں سلاطین کا تذکرہ نہیں کرتے تھے اور شاذ و نادر ہی کسی کے ہاتھ پر بیعت کرتے تھے۔ آپ کی بزرگی اس قدر مشہور تھی کہ میٹھی کو بندگی میاں کی میٹھی کے نام سے جانا جاتا تھا۔ شہنشاہ اکبر جب بنگال کو فتح کر کے واپس ہو رہا تھا تو میٹھی سے گزرتے وقت آپ کی زیارت کو آیا اور آپ کو کچھ معافی زمین بھی دی تھی جو برطانوی دور میں

بھی برقرار رہی اور آپ کی مزار کی دیکھ رکھ کے لئے استعمال ہوتی تھی۔ آپ کو اتنی عقیدت کے ساتھ یاد کیا جاتا ہے کہ علاقے سے بے دخل میٹھیہ راجپوت بھی جب یہاں آتے ہیں تو آپ کی قبر پر چڑھاوا چڑھاتے ہیں۔ ۵۵

آپ 28 ذی قعدہ 979ھ بمطابق 1572ء میں اس دار فانی سے کوچ کر گئے اور اپنے وطن میٹھی میں مدفون ہوئے۔ آپ کے قبر پر تردی بیگ خاں نے ایک عالی شان عمارت بنوائی، اور آپ کے عزیز دوست شیخ جنید سندیلوی نے آپ کی تاریخ وفات لکھی۔ ۵۶

## ۲۔ ملک محمد جاسی:

شیخ مبارک بودے کے دوسرے خلیفہ اودھی (ہندی) کے عظیم صوفی شاعر ملک محمد جاسی تھے جو اپنے ادبی شاہکار پدماوت کی وجہ سے ہندوستان کی ادبی تاریخ میں اپنا خاص مقام رکھتے ہیں۔ ۵۷

ملک محمد جاسی 900ھ بمطابق 1494ء کے آس پاس جاس میں پیدا ہوئے ۵۸ اور علم و معرفت کی تحصیل کی غرض سے ایک طویل مدت حضرت مبارک بودے کی صحبت میں گزاری۔ ۵۹ شیخ مبارک بودے سے ملک محمد جاسی کے تلمذ و بیعت کا تذکرہ تاریخ جاس کے علاوہ دیگر مصادر میں بھی ملتا ہے مثال کے طور پر زبہ الخواطر اور اردو انسائیکلو پیڈیا میں ملک محمد جاسی عنوان کے تحت۔ اقبال احمد نے بھی اپنی کتاب تاریخ سلاطین شرقی اور صوفیائے جوہور میں شیخ مبارک بودے سے ملک محمد جاسی کی بیعت و ارادت کا تذکرہ کیا ہے۔ ۶۰

جاسی کی صورت اچھی نہیں تھی اور انکی ایک آنکھ بھی روشنی سے عاری تھی جس کا اظہار انہوں نے پدماوت میں اس طرح کیا ہے ”ایک آنکھ کوی محمد گئی“۔ کہتے ہیں کہ جاسی ناقص الخلقت پیدا ہوئے تھے یعنی ان کا ایک طرف کا جسم مفلوج تھا چنانچہ

جب وہ شیخ مبارک بودلے کی خدمت میں تحصیل علم اور اکتساب معرفت کی غرض سے حاضر ہوئے تو آپ سے اپنے نقص اعضاء اور اکتساب رزق سے اپنی عاجزی کا شکوہ کیا۔ آپ بڑی شفقت و محبت سے پیش آئے اور فرمایا ”ملک رنجیدہ مت ہو اور خاطر جمع رکھو، ان شاء اللہ تمہارا مقصد ریاضت و مجاہدت سے حاصل ہوگا۔۔۔۔۔ تمہاری ریاضت یہ ہے کہ آج کے بعد سے تادم حیات تم اپنا کھانا کسی نہ کسی مہمان کے ساتھ تناول کرو گے۔“ جاسی نے اپنے شیخ کی اس ہدایت پر عمل کیا حتیٰ کہ ایک روز ایک مجرم کے ساتھ بھی کھانا تناول کرنا گوارہ کر لیا جس کے بعد آپ پر ولایت کے اسرار و رموز ظاہر ہوئے۔ ۱۱۔

جاسی کو اپنے بزرگوں سے چند بیگہاز میں بطور وراثت ملی تھی جس کی کاشت پر گزر بسر کرتے تھے۔ ۱۲۔ وہ شادی شدہ تھے اور ان کے کئی لڑکے ہوئے مگر سب کے سب مکان کی چھت گرنے کے حادثے کا شکار ہو کر انتقال کر گئے تھے جس کا جاسی کے اوپر گہرا اثر پڑا تھا۔ ۱۳۔

جاسی جہاں ایک طرف صوفی اصولوں سے واقفیت رکھتے تھے وہیں دوسری طرف وہ ہندو مذہب کی مشہور روایات کا بھی علم رکھتے تھے۔ ۱۴۔ جاسی کی علمی قابلیت، فنی مہارت اور بزرگی کی وجہ سے ایٹھی (سلطانپور) کا راجہ رام سنگھ انکا معتقد تھا اور بڑا احترام کرتا تھا، اس کے علاوہ جاسی کو شیر شاہ سوری کا بھی اعتماد حاصل تھا۔ ۱۵۔ جاسی کو اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ تخلیقی قوت سے نوازا تھا اور انکی کی تصنیفات ہندی ادب میں اپنا خاص مقام رکھتی ہیں۔ جاسی کی تصنیفات کی تعداد بیس سے زیادہ بتائی جاتی ہے مگر ان میں سے صرف آٹھ کا ثبوت ملتا ہے جو مندرجہ ذیل ہیں۔

پدماوت، چیناوت، اکھراوت، چتراوت، آخری کلام، کہرانا، مہرانا، مواری نامہ، مثلہ نامہ۔ پدماوت میں آپ نے چشتیہ اشرفیہ طریقت کے نواطو اور

سات انوار کا تذکرہ کیا ہے جو لطائف اشرفی میں مذکور ہیں۔ آپ نے سات انوار کو سات دیپوں اور نواطو کو نو کھنڈوں سے تعبیر کیا ہے۔ دوسری کتاب چیناوت بھی اسی طرز پر رکھی گئی ہے۔ کتاب ”اکھراوت“ ہندومت کے نکات و اسرار پر مشتمل ہے۔ ”چتراوت“ عورتوں کے مکر و فریب اور ہوشیاری و چالاکی کے بیان میں ہے۔ جبکہ آخری کلام آثار قیامت کے سلسلہ میں ہے۔ جاسی صاحب فطری طور پر عابد و زاہد قسم کے انسان تھے اور خوف خدا سے لرزاں رہتے تھے ۱۶۔ آپ نے ۱۵۴۲ء میں وفات پائی اور ایٹھی (سلطانپور) میں مدفون ہوئے۔ ۱۷۔

### ۳۔ کالے پہاڑ خان:

حضرت مبارک بودلے کے تیسرے خلیفہ جناب کالے پہاڑ خان تھے۔ ان کا نام اصلاً پہاڑ خان تھا، مگر چونکہ وہ ایک حبشی النسل خاتون کے بطن سے تھے اس لئے ان کی رنگت گہری سیاہ تھی جس کی وجہ سے ان کے نام کے آگے کالے کا لفظ لگایا جاتا تھا۔

یہ شیر شاہی حکومت کی طرف سے صوبہ اودھ کے گورنر تھے، اور اس کے علاوہ اڑیسہ، بہار اور بنگال کی دیکھ ریکھ بھی انہیں کے سپرد تھی۔ یہ حضرت مبارک بودلے سے غایت درجہ عقیدت رکھتے تھے، اور اپنے زہد و ورع، عدل گستری، انتظام سلطنت، اور رعایا پروری کی وجہ سے مقبول خاص و عام تھے۔ ان کی مصلحانہ پالیسیوں کی وجہ سے بھی لوگوں میں اسلام قبول کرنے کی تحریک ہوئی، اور راجگان اودھ کو حضرت مبارک بودلے سے قریب لانے میں بھی آپ کا اہم رول رہا ہے۔ ۱۸۔

### ۴۔ شیخ سلو نے انصاری:

حضرت مبارک بودلے کے ایک اور جانشین تھے جو میاں شیخ سلو نے انصاری کے نام سے جانے جاتے تھے۔ یہ ایک عالی ہمت، باشجاعت اور اعلیٰ شخصیت

کے مالک تھے اور حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسل سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کی قبر جائس کے جنوبی حصے میں انصاری محلہ میں واقع ہے۔ ۶۹۔ آپ ملک محمد جائسی کے ان چار دوستوں میں سے ہیں جن کا تذکرہ انھوں نے پدموت میں کیا ہے۔ وہ آپ کے بارے میں کہتے ہیں:

میاں سلونے سنگھ پر یارو

بیر کھیت رن کھڑک جھارو

ترجمہ: سلونے میاں ایک شیر دل شخص تھے، میدان جنگ میں وہ بڑی بہادری سے تلوار چلاتے تھے۔ ۷۰۔

## شیخ مبارک بودے کے ارادت مندگان

شیخ مبارک بودے سے ارادت و عقیدت رکھنے والوں کی ایک کثیر تعداد تھی۔ ذیل میں ہم چند اہم عقیدت مندوں کا تذکرہ کریں گے، جو حضرت مبارک شاہ بودے کی بزرگی و تبحر علمی کی وجہ سے آپ کے مرید ہو گئے تھے، اور اس کے بعد سے آپ کی اولاد سے وابستہ رہے۔

### ۱۔ پہریمو و بلہ کے افغانی پٹھان:

پہریمو جائس کے جنوب مغرب میں تقریباً ستائیس کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے، اور خطہ میں مسلمانوں کی ابتدائی آبادیوں میں سے ایک ہے۔ یہاں کے افغانی پٹھان حضرت مبارک بودے کے اہم ارادت مندگان میں سے تھے۔ ۱۔

ایک روایت کے مطابق یہ پٹھان شہاب الدین غوری (1202-1206) کے ایک سپہ سالار بھیکم خان کی نسل سے ہیں، جنہیں سلون پرگنہ کی جاگیر داری دربار شاہی سے عطا ہوئی تھی، اور وہ یہیں آکر آباد ہو گئے تھے۔ چونکہ بھیکم خان کا لقب دیوان تھا اسلئے ان کی اولاد دیوان کا لقب اپنے نام کے ساتھ لگاتی رہی ہے۔ ۲۔

ایک دوسری روایت کے مطابق ایک فوج نے سید رکن الدین، سید

جہانگیر (رائے بریلی میں جہانگیر آباد محلہ کے بانی)، شاہ ابراہیم اور شاہ حسین کی سرکردگی میں 603ھ بمطابق 1206ء میں سلون پرگنہ کے بھروں کو شکست دی، اور وہاں پر قابض ہو گئی۔ انہیں حضرات کے ساتھ ملک مخدوم شاہ آئے تھے جو بنورہ کے تعلقہ دارنخر الحسن کے مورث اعلیٰ تھے، اور انہیں کے ساتھ بھیکھن خان یعنی نور الدین خاں آئے تھے جو اماون اور پہریمو کے تعلقہ داروں کے جد اعلیٰ تھے۔ ۳۔

ایک تیسری روایت کے مطابق بابر (1530-1526) کے دربار میں بیسواڑے کے ایک مظلوم راجہ نے ایک ظالم راجہ کے خلاف استغاثہ کیا جس نے اس کے راج کو جبراً غصب کر لیا تھا۔ بابر نے اس مظلوم راجہ کا حق واپس دلانے کے لئے پانچ افغانی پٹھان برادران کو متعین کیا جو مظلوم راجا کے ساتھ بیسواڑہ آئے اور ایک خونریز جنگ کے بعد ظالم راجہ کو صلح پر مجبور کیا اور مظلوم راجہ کا حق واپس دلایا۔ ریاست واپس پانے کے بعد راجہ نے پانچوں بھائیوں کو جاگیریں عطا کیں اور ان سے وہیں مستقل سکونت اختیار کرنے کی درخواست کی، اور بابر کے دربار سے بھی اس کی اجازت حاصل کر لی۔ اس طرح پانچوں بھائی پہریمو اور بلہ میں آباد ہوئے ۴۔

مندرجہ بالا تینوں روایتوں میں پہلی دونوں روایات واقعہ اور زمانہ کے اعتبار سے یکساں ہیں، جبکہ اشخاص کے سلسلہ میں مختلف ہیں، تیسری اور آخری روایت زمانہ کے حساب سے پہلی دو روایتوں سے مختلف ہے مگر اشخاص کے تعین کے سلسلہ میں دوسرے نمبر کی روایت کی تائید کرتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اصل واقعہ کی طرف بھی اشارہ کرتی ہے جس کی وجہ سے پانچوں بھائیوں کو یہاں مستقل سکونت اختیار کرنی پڑی۔

ان تینوں روایتوں کے تذکرہ کے بعد یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ

☆ پٹھانوں کے آباد ہونے کا زمانہ شہاب الدین غوری (1202-1206) کا عہد حکومت ہے۔

☆ یہ پانچ بھائی تھے جو ایک مظلوم راجہ کی مدد کی خاطر آئے تھے اور ان پانچوں بھائیوں کے نام صراحتاً دوسری روایت میں مذکور ہیں۔  
☆ دوسری روایت کے مطابق ملک مخدوم شاہ بنورہ کے تعلق داران کے مورث اعلیٰ تھے اور بھیکھن خان یعنی نور الدین خان امان، پہریمو وبلہ کے افغان پٹھانوں کے مورث اعلیٰ تھے۔

چونکہ ان پٹھانوں کی ریاست ایک طرف کنہپور یا راجپوتوں اور دوسری طرف بیسوں کی ریاستوں کے بیچ میں تھی اس لئے ان کو دونوں طرف سے حملوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا، البتہ بیسوں کے بمقابلہ کنہپور یا سے ان کا سامنا زیادہ رہتا تھا اور کبھی ہارتو کبھی جیت کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ جب تلوئی کے کنہپور یا راجہ کا ندھے رائے نے اپنی ریاست کی توسیع اور لوٹ مار کی غرض سے پہریمو پر حملہ کیا تو یہاں کے پٹھان قائد معین خان نے بڑی بہادری سے مقابلہ کیا اور کا ندھے رائے کو زخمی کر کے زبردست شکست دی، مگر خود بھی جام شہادت نوش کیا۔ ۵۷۱ھ میں پہریمو کو فتح کر لیا تھا اور یہ علاقہ نوابی کے قیام تک اس کے زیر نگیں رہا۔ ۶۷۱ھ

لکھنؤ کے نوابوں کے عہد میں پٹھانوں نے راحت کی سانس لی مگر 1857ء کی جنگ آزادی کے دوران انہیں پھر مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ انگریزی حکومت کے قیام کے بعد پہریمو کی ریاست پھر سے ایک تعلقہ کی شکل میں ان کی ملکیت میں آگئی جو سترہ گاؤں اور ایک محل پر مشتمل تھی۔ ۷۷۱ھ

## ۲۔ نواب جہاں دار خان کا نکلڑ:

نواب صاحب افغانی پٹھان تھے، اور حضرت مبارک بودے کے اہم ترین ارادت مندگان میں سے تھے۔ آپ حافظ قرآن تھے اور متقی و پرہیزگار شخصیت کے مالک تھے اور ہمایوں بادشاہ کے امراء میں سے تھے۔ ہمایوں کی شکست کے بعد جب شیرشاہ مالک تخت و تاج ہوا، تو اس نے آپ کی مخالفت کی معافی کے ساتھ ساتھ آپ

کے جاہ و منصب میں اضافہ کی بھی پیشکش کی مگر آپ نے دشمن کی رفاقت کو موجب ننگ و عار اور خلاف شرافت سمجھا اور شیرشاہ کی پیشکش کو قبول نہ کیا۔ جب ہمایوں نے دوبارہ سلطنت حاصل کر لی، اور اکبر سلطنت کا مالک ہوا، تو نواب جہاں دار خاں اور ان کے بھائیوں کو وفاداری کا خوب خوب صلہ ملا اور وہ بیچ ہزاری ہفت ہزاری اور چند ہزاری کے مناصب سے سرفراز ہوئے۔

آپ کے ایک بھائی نواب موسیٰ خان نے کالپی کے قریب موسیٰ نگر نامی قصبہ آباد کیا، اور آپ کے ایک دوسرے بھائی کانکڑ خاں نے کڑا کے قریب کانکڑ آباد بسایا۔ نواب جہاں دار خان نے رائے بریلی سے متصل مغربی جانب ایک شاہی قلعہ پختہ شہر پناہ کے ساتھ تعمیر کیا، جس میں دکان اور بازار مرتب انداز میں تعمیر کرائے۔ اس کے علاوہ آپ نے شمال کی جانب جہان آباد کا قصبہ آباد کیا، جہاں پر آپ مدفون ہوئے۔ قصبہ جائس کی جامع مسجد خانقاہ اشرفیہ جائس کا احاطہ، عید گاہ والی مسجد، اور حضرت میر عماد الدین گچی کا مقبرہ بھی آپ ہی نے تعمیر کرایا تھا۔ ۸۷۱ھ

## ۳۔ ضلع اٹاواہ کے افغانی زمیندار:

ضلع اٹاواہ کے افغانی زمیندار گھرانہ جو اپنی شجاعت، جوان مردی اور مہمان نوازی میں مشہور تھا شیخ مبارک بودے کے ارادت مند تھا۔ ۹۷۱ھ

## ۴۔ علمائے نگلامی:

شیخ مبارک بودے کے ارادت مندوں میں جائس کا ایک نمایاں علمی خانوادہ بھی ہے جس کے علماء ”علمائے نگلامی“ کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ یہ خانوادہ جائس کے محلہ غوریانہ میں آباد تھا اور اس خاندان کے مورث اعلیٰ حضرت شیخ نظام الدین نگلامی اپنے وقت کے ایک معروف عالم دین تھے، اور ان چالیس علماء میں سے ایک تھے جو 561ھ بمطابق 1156ء میں خواجہ معین الدین چشتی کے ساتھ بعہد سلطان شمس الدین التمش ہندوستان تشریف لائے تھے۔

جب خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ آنے والے علماء کی جماعت نے اسلام کی نشر و اشاعت کی غرض سے ہندوستان کے مختلف گوشوں کا رخ کیا تو آپ نے ہندوستان کے مشرقی حصہ کا رخ کیا اور جائس میں پہنچ کر سکونت اختیار کی۔ سلطان محمد غوری کے وزیر خواجہ مؤید الملک شیخ نگلامی کے ہم درس وہم مکتب تھے اس لئے سلطان آپ کا بھی بڑا خیال رکھتا تھا۔

آپ کی ایک تصنیف مجموعہ نظامیہ کے نام سے معروف ہے جس میں شہاب الدین محمد غوری اور خواجہ مؤید الملک کی مدح میں عربی زبان میں بہت سے اشعار ہیں۔ جہاں تک شیخ نگلامی کے حسب و نسب کا تعلق ہے تو آپ کا سلسلہ نسب حضرت ابو بکر صدیقؓ سے ملتا ہے۔

شیخ نگلامی کی نسل میں آگے چل کر بڑے بڑے علماء و فضلاء پیدا ہوئے جو اپنے تجر علمی اور دراک کی کے سبب دہلی سلطنت، عہد مغلیہ اور پھر برطانوی دور میں اعلیٰ مناصب سے سرفراز ہوئے۔ ان میں چند مشاہیر کے نام اس طرح ہیں: ضیاء الدین نگلامی، ملا داؤد نگلامی، شیخ عبدالعزیز نگلامی، مولوی واصل علی خاں نگلامی اور جناب عبدالقادر خاں جائسی۔ ضیاء الدین نگلامی فیروز شاہ تغلق کے زمانہ میں بنارس کے حاکم تھے، شیخ عبدالعزیز نگلامی عہد اکبری میں اپنے علمی تجر کی وجہ سے دربار شاہی سے منسلک تھے، ملا داؤد نگلامی عہد عالمگیری کے ایک جید عالم تھے۔ مولوی واصل علی خاں اٹھارویں صدی کے جید اور صاحب تصنیف عالم گزرے ہیں۔ لارڈ وارن ہنگر کے زمانہ میں کلکتہ کے قاضی القضاۃ (Chief Justice) مقرر ہوئے اور آپ نے ”ذخیرہ گورنر ہنگر“ کے نام سے مسائل و قوانین شریعت کو ترتیب دے کر یکجا کیا، اس کے علاوہ آپ بنارس کے بھی حاکم شہر و عدالت مقرر ہوئے۔ آپ حضرت شاہ سید اشرف جہاں سجادہ نشین آستانہ اشرفی جائسی کے مرید تھے۔

واصل علی خاں کے صاحبزادے عبدالقادر خاں بھی ایک صاحب تصنیف عالم اور اچھے مدیر و منتظم کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔ پہلے آپ اپنے والد بزرگوار کی جگہ پر بنارس کے قاضی متعین ہوئے اس کے بعد میرنشی کے عہدے پر فائز ہوئے اور جان تھامس کے مشیر کی حیثیت سے کام کیا۔ انگریزی حکومت نے آپ کی دانائی کو دیکھتے ہوئے آپ کو نیپال میں اپنا سفیر بنا کر بھیجا جہاں آپ نے قابل قدر خدمات انجام دیں۔ نیپال سے واپسی پر آپ کو مدبری کا عہدہ تفویض کیا گیا اور گرانقدر تنخواہ متعین کی گئی۔ ان تمام سرگرمیوں کے باوجود آپ نے مختلف کتابیں تصنیف کیں جن میں سے تین کا پتہ چلتا ہے جو مندرجہ ذیل ہیں:

☆ تاریخ نیپال: یہ آپ نے نیپال میں قیام کے دوران لکھی تھی۔

☆ حشمت کشمیر: یہ کشمیر کے تاریخ کے بیان میں ہے۔

☆ تاریخ جائس: یہ کتاب جائس میں آباد خانوادہ اشرفیہ کے سجادہ نشینوں کے

تذکرہ میں ہے، اور اس میں انہوں نے مبارک شاہ بودے سے اپنے خاندان کی ارادت کا تذکرہ کیا ہے اور وہ خود بھی خانوادہ اشرفیہ کے ایک سجادہ نشین جناب غفور اشرف صاحب کے مرید تھے ۸۰۔ زیر نظر مقالہ کی تیاری میں راقم الحروف نے اس کتاب سے کافی مدد لی ہے۔



## خاتمہ

شیخ مبارک بودے کی زندگی پر ایک طائرانہ نظر ڈالنے، آپ کی اشاعتِ اسلام کی کاوشوں کے مختصر جائزے اور آپ کے خلفاء و ارادتمندگان کے بارے میں پڑھنے کے بعد کوئی بھی شخص آپ کی عظمت و بزرگی کا اعتراف کیے بغیر نہیں رہ سکتا، مگر اتنی عظیم ہستی کا اب تک پردہٴ خفا میں رہنا انتہائی تعجب کی بات ہے، اور مسلم تذکرہ و سیرت نگاروں اور خود آپ کے خانوادے کے علما کی بے اعتنائی اور بے توجہی پر دلالت کرتا ہے۔

اپنی تمام کاوشوں کے باوجود مجھے یہ کہنے میں کوئی حرج نہیں محسوس ہوتا کہ یہ مختصر کتابچہ آپ کے کارناموں کو اجاگر کرنے کے لیے ناکافی ہے۔ آپ کی زندگی پر مزید تحقیق کرنے اور آپ کے دعوتی کارناموں پر مزید روشنی ڈالنے کی ہنوز ضرورت ہے۔

## حوالہ جات

- ۱۔ آپ کی بے مبالغہ اور معتدل سیرت کے لئے ملاحظہ ہو "تاریخ دعوت و عزیمت"، ج 1، از مفکر اسلام سید ابوالحسن علی ندوی، مطبوعہ مجلس تحقیقات و نشریات، لکھنؤ۔
- ۲۔ آپ کی سیرت کے مطالعہ کے لئے ملاحظہ ہو "بزم صوفیاء"، از صباح الدین عبدالرحمن، مطبوعہ معارف پریس اعظم گڑھ
- ۳۔ یمینی، نظام الدین، لطائف اشرفی، مخدوم اشرف اکیڈمی، کچھوچھ، ص 56۔
- ۴۔ ایضاً، ص 15
- ۵۔ سید، اقبال احمد، تاریخ شیراز اہند جوئیور، مطبع نامی پریس، لکھنؤ، 1983ء، ص 579-580
- ۶۔ خان، عبدالقادر جائسی، تاریخ جائس (قلمی) نسخہ کتب خانہ ندوۃ العلماء، لکھنؤ، ص 6

میرے سامنے اس وقت پدماوت کے دو نسخے ہیں، ایک اردو رسم الخط میں ہے جو پنڈت بھگوتی پرساد کے ترجمے کے ساتھ مطبع نول کشور، لکھنؤ سے شائع ہوا ہے، اور دوسرا دیوناگری رسم الخط میں ہے جو ڈاکٹر ماتا پرساد گپت کی تحقیق و ترجمے کے ساتھ نومبر ۱۹۶۳ء میں بھارتی بھنڈا رپریس الہ آباد سے شائع ہوا ہے۔ اشعار مع ترجمہ اول الذکر سے ماخوذ ہیں مگر اس میں "مبارک" کی جگہ پر "محمد" لکھا ہوا ہے، جبکہ مؤخر الذکر میں، جو کہ پدماوت کے مختلف نسخوں سے رجوع کرنے کے بعد تیار کیا گیا ہے، "مبارک"

ہی لکھا ہوا ہے، ملاحظہ ہو صفحہ نمبر ۱۴۔

- ۷۔ جائسی، ملک محمد، پدماوت، مطبع نول کشور، لکھنؤ، صفحہ: ۹
- ۸۔ یمینی، نظام الدین، لطائف اشرفی، مخدوم اشرف اکیڈمی، کچھوچھ، صفحہ ۱۴
- ۹۔ خان، عبدالقادر جائسی، تاریخ جائس (قلمی)، ذاتی لائبریری مولانا سلمان اشرف، ص 6، (ندوۃ العلماء کے نسخہ میں حفظ کا تذکرہ نہیں ہے اس لئے مغالطہ ہوتا ہے کہ آپ نے نو ہی سال کی عمر میں تمام معقول و منقول علوم حاصل کر لئے تھے جو صحیح نہیں ہے، ص 6)

- ۱۱۔ خان، عبدالقادر جائسی، تاریخ جائس (قلمی) نسخہ کتب خانہ ندوۃ العلماء، ص 8
- ۱۲۔ ایضاً، ص 8
- ۱۳۔ ایضاً، ص 8
- ۱۴۔ الحسنی، عبدالحی، نزہۃ الخواطر، ج ۱، دار ابن حزم، حزم، بیروت، 1999ء، ص 80
- ۱۵۔ ایضاً، ص 81
- ۱۶۔ Bennett, William Charles, Gazetteer of the Province of Oudh Vol. 2, North Western Provinces and Oudh Government Press, Allahabad, (1877), page no. 90

۱۷۔ Bennett, William Charles, Gazetteer of the Province of Oudh Vol. 3, North Western Provinces and Oudh Government Press, Allahabad, (1877), page no. 402

۱۸۔ Bennett, William Charles, Gazetteer of the Province of Oudh Vol. 1, Oudh Government Press, Allahabad, (1877), Page No. 42.

Province of Oudh Vol. 3, North Western Provinces and Oudh Government Press, Allahabad, (1878)

Page No.466-468

Benett, William Charles, Gazetteer of the ۲۷

Province of Oudh Vol. 2, North Western Provinces and Oudh Government Press, Allahabad,(1877)

Page No.76

۲۸ خان، عبدالقادر جاسی، تاریخ جاسی (قلمی) نسخہ کتب خانہ ندوۃ العلماء، ص 32

Crook, William, The Tribes and Castes of the ۲۹

North Western Provinces and Oudh, vol 1, Office of Government Printing, the Superintendent of Calcutta, (1896), Page No.254-255

Benett, W.C., A Report on the Family History ۳۰

of the Chief Clans of the Roy Bareilly District, the Oudh Government Press, Lucknow,(1870), Page

No.23

of the Millet, A.F., Report on the Settlement ۳۱

the Oudh Sultanpur District, Land Revenue of

۱۹ الحسنی، عبدالحی، زہبۃ الخواطر، ج ۱، دار ابن حزم، حزم، بیروت، 1999ء،

ص 402

۲۰ خان، عبدالقادر جاسی، تاریخ جاسی (قلمی) نسخہ کتب خانہ ندوۃ العلماء،

ص 22-23

۲۱ ایضاً، ص 23

Elliot, Charles Alfred, The Chronicles of ۲۲

Oonao, Allahabad Mission Press, Allahabad (1862),

Page No.70

Crook, William, The Tribes and Castes of the ۲۳

North Western Provinces and Oudh, vol 1, Office of the Superintendent of

Government Printing, Calcutta, (1896), Page No.95

Benett, William Charles, Gazetteer of the ۲۴

Province of Oudh Vol. 3, North Western Provinces and Oudh Government Press, Allahabad,(1878)

Page No.465

Arnold, Thomas, The Spread of Islam in the ۲۵

World, Good Books, New Delhi,(2008) Page No.259-260

Benett, William Charles, Gazetteer of the ۲۶

Government Press, Lucknow(1873), Page No.182

۳۲ ایضاً، ص 181

۳۳ ایضاً، ص 178

۳۴ خان، عبدالقادر جاسی، تاریخ جاسی (قلمی) نسخہ کتب خانہ ندوۃ العلماء، ص 36

۳۵ ایضاً، ص 37

۳۶ جاسی، مولانا نعیم اشرف، محبوب یزدانی، دارالعلوم جاسی، جاسی، 2009ء، ص 61

۳۷ خان، عبدالقادر جاسی، تاریخ جاسی (قلمی) نسخہ کتب خانہ ندوۃ العلماء، ص 38

۳۸ Millet, A.F., Report on the Settlement of the

Land Revenue of Sultanpur District, the Oudh

Government Press, Lucknow, (1873), Page No.177

۳۹ Benett, William Charles, Gazetteer of the

Province of Oudh Vol. 3, North Western Provinces and Oudh Government Press, Allahabad, (1878)

Page No.461

۴۰ سنگھ، بھگوان وٹس، بیس چھتری اتھاس، نول کشور پریس،

1993ء، ص 165

۴۱ یمنی، نظام الدین، لطائف اشرفی، لطیفہ نمبر 57، ص 628

۴۲ خان عبدالوہاب، وسلامت، واجب العرض، دیش بندھو پریس، بارہ بنکی، 1925ء، ص 1

۴۳ خان، عبدالقادر جاسی، تاریخ جاسی (قلمی) نسخہ کتب خانہ ندوۃ العلماء، ص 23

۴۴ سنگھ، بھگوان وٹس، بیس چھتری اتھاس، نول کشور پریس،

1993ء، ص 173

۴۵ خان، عبدالقادر جاسی، تاریخ جاسی (قلمی) نسخہ کتب خانہ ندوۃ العلماء، ص 23

۴۶ جاسی، مولانا نعیم اشرف، شجرۃ اشرفیہ، حاصل کردہ از مندرجہ ذیل لنک،

<http://www.darululoomjais.com/documents/shajra.pdf>

۴۷ خان، عبدالقادر جاسی، تاریخ جاسی (قلمی) نسخہ کتب خانہ ندوۃ العلماء، ص 11

۴۸ ایضاً، ص 46

۴۹ الحسنی، عبدالحی، نزہۃ الخواطر، ج 4، دار ابن حزم، بیروت، 1999ء، ص 401-402

۵۰ خان، عبدالقادر جاسی، تاریخ جاسی (قلمی) نسخہ کتب خانہ ندوۃ العلماء، ص 11

۵۱ الحسنی، عبدالحی، نزہۃ الخواطر، ج 4، دار ابن حزم، بیروت،

1999ء، ص 445

۵۲ خان، عبدالقادر جاسی، تاریخ جاسی (قلمی) نسخہ کتب خانہ ندوۃ

العلماء، ص 12

۵۳ ایضاً، ص ۱۲-۱۲

۵۴ الحسنی، عبدالحی، نزہۃ الخواطر، ج 4، دار ابن حزم، بیروت،

1999ء، ص 445

۵۵ Benett, William Charles, Gazetteer of the

Province of Oudh Vol. 1, North Western Provinces and Oudh Government Press, Allahabad, (1878)

Page No.42-43

۵۶ الحسنی، عبدالحی، نزہۃ الخواطر، ج 4، دار ابن حزم، بیروت،

1999ء، ص 445

۵۷ خان، عبدالقادر جاسی، تاریخ جاسی (قلمی) نسخہ کتب خانہ ندوۃ

العلماء، ص 13

۵۸ کھیل چند آنند، ہندی ساہتیہ کا سمجھا تمک اتھاس، جی لال اینڈ

کمپنی، نئی دہلی، ص 73

۵۹ الحسنی، عبدالحی، نزہۃ الخواطر، ج 4، دار ابن حزم، بیروت،

1999ء، ص 420

۶۰ سید، اقبال احمد، تاریخ سلاطین شرقی و صوفیاء جو نپور، ص 753

۶۱ خان، عبدالقادر جاسی، تاریخ جاسی (قلمی) نسخہ کتب خانہ ندوۃ

العلماء، ص 11-12

۶۲ ایضاً، ص ۱7

۶۳ کھیل چند آنند، ہندی ساہتیہ کا سمجھا تمک اتھاس، جی لال اینڈ

کمپنی، نئی دہلی، ص 73

۶۴ ایضاً، ص 73

۶۵ ایضاً، ص 73

۶۶ خان، عبدالقادر جاسی، تاریخ جاسی (قلمی) نسخہ کتب خانہ ندوۃ

العلماء، ص 15-18

۶۷ کھیل چند آنند، ہندی ساہتیہ کا سمجھا تمک اتھاس، جی لال اینڈ

کمپنی، نئی دہلی، ص 73

۶۸ خان، عبدالقادر جاسی، تاریخ جاسی (قلمی) نسخہ کتب خانہ ندوۃ

العلماء، ص 22

۶۹ ایضاً، ص 43

۷۰ جاسی، ملک محمد، پدموت، مطبع نول کشور، لکھنؤ، صفحہ ۱۱

۷۱ خان، عبدالقادر جاسی، تاریخ جاسی (قلمی) نسخہ کتب خانہ ندوۃ

العلماء، ص 37

۷۲ Nevill, H.R., Rai Bareli: A Gazetteer, Vol

XXXIX of District Gazetteers of the United Provinces

of Agra and Oudh, F. Luker, Supdt. Govt. Press,

Allahabad, (1905), Page No.97

۷۳ Macandrew, Major J. F., Report of the Settlement Operations of the Rai Bareli District, Oudh Government Press Lucknow, (1872), (Index K) Page No.6

۷۴ خان، عبدالقادر جاسنی، تاریخ جاس (قلمی) نسخہ کتب خانہ ندوۃ العلماء، ص 39-42

۷۵ Benett, W.C., A Report on the Family History of the Chief Clans of the Roy Bareilly District, the Oudh Government Press, Lucknow, (1870), Page 'No.29

۷۶ ایضاً، ص ۳۹

۷۷ ایضاً، ص ۴۹

۷۸ عبدالقادر جاسنی، تاریخ جاس (قلمی) نسخہ کتب خانہ ندوۃ العلماء، ص 42-44

۷۹ ایضاً، ص 42

۸۰ رضوی، زینت زہراء، جاس کے علمی و ادبی خدمات، مقالہ برائے

پی ایچ ڈی، شعبہ اردو، الہ آباد یونیورسٹی، الہ آباد، 1995ء، ص 76-84

## کتابیات

### اردو مصادر

- ☆ سید، اقبال احمد، تاریخ شیراز اہند جو پور، مطبع نامی پریس، لکھنؤ، 1983ء۔
- ☆ سید، اقبال احمد، تاریخ سلاطین شرقی و صوفیاء جو پور، مطبع نامی پریس، لکھنؤ، 1983ء۔
- ☆ رضوی، زینت زہراء، جاس کے علمی و ادبی خدمات، مقالہ برائے پی ایچ ڈی، شعبہ اردو، الہ آباد یونیورسٹی، الہ آباد، 1995ء۔
- ☆ جاسی، مولانا نعیم اشرف، محبوب یزدانی، دار العلوم جاس، 2009ء۔
- ☆ یمنی، نظام الدین، لطائف اشرفی، لطیفہ نمبر 57، ناشر، شہر، سنہ غیر مذکور۔
- ☆ یمنی، نظام الدین، لطائف اشرفی، مخدوم اشرف اکیڈمی، کچھوچھ۔
- ☆ خان عبدالوہاب، وسلامت، واجب العرض، دیش بندھو پریس، بارہ بنکی، 1925ء۔

### عربی، فارسی، ہندی مصادر

- ☆ الحسنی، عبدالحی، نزہۃ الخواطر، ج 4، دار ابن حزم، بیروت، 1999ء۔ (عربی)
- ☆ خان، عبدالقادر جاسی، تاریخ جاس (قلمی) نسخہ کتب خانہ ندوۃ العلماء، لکھنؤ۔ (فارسی)
- ☆ خان، عبدالقادر جاسی، تاریخ جاس (قلمی) نسخہ ذاتی لائبریری مولانا سلمان اشرف جاسی، جاس۔ (فارسی)
- ☆ جاسی، ملک محمد، پدماوت، مطبع نول کشور، لکھنؤ۔ (اردو رسم الخط، اودھی رہندی)
- ☆ جاسی، ملک محمد، پدماوت، تحقیق و ترجمہ ڈاکٹر ماتا پرساد گپت، بھارتی بھنڈار پریس، الہ آباد، 1963ء۔ (دیوناگری رسم الخط، اودھی رہندی)
- ☆ سنگھ، بھگوان ولس، بیس چھتری اتھاس، نول کشور پریس، 1993ء۔ (ہندی)
- ☆ ہیلچند آنند، ہندی ساہتیہ کا سمجھنا تمک اتھاس، جی لال اینڈ کمپنی، نئی دہلی۔ (ہندی)

### انگریزی مصادر

- ☆ Elliot, Charles Alfred, The Chronicles of Oonao, Allahabad Mission Press, Allahabad

the Land Revenue of Sultanpur District, the Oudh Government Press, Lucknow, (1873).

☆ Benett, William Charles, Gazetteer of the Province of Oudh Vol. 1, North Western Provinces and Oudh Government Press, Allahabad, (1878).

☆ Nevill, H.R., Rai Bareli: A Gazetteer, Vol XXXIX of District Gazetteers of the United Provinces of Agra and Oudh, F. Luker, Supdt. Govt. Press, Allahabad, (1905).

☆ Macandrew, Major J. F., Report of the Settlement Operations of the Rai Bareli District, Oudh Government Press Lucknow, (1872),

(1862).

☆ Crook, William, The Tribes and Castes of the North Western Provinces and Oudh, vol 1, Office of the Superintendent of Government Printing, Calcutta, (1896).

☆ Benett, William Charles, Gazetteer of the Province of Oudh Vol. 3, North Western Provinces and Oudh Government Press, Allahabad, (1878).

☆ Arnold, Thomas, The Spread of Islam in the World, Good Books, New Delhi, (2008).

☆ Benett, William Charles, Gazetteer of the Province of Oudh Vol. 2, North Western Provinces and Oudh Government Press, Allahabad, (1877).

☆ Benett, W.C., A Report on the Family History of the Chief Clans of the Roy Bareilly District, the Oudh Government Press, Lucknow, (1870).

☆ Millet, A.F., Report on the Settlement of